حافظ راشد الحق سمیع

# سفر علم و آگہی

## الحق ماضی، حال اور استقبال کے آئینہ میں فرق باطلہ کا تعاقب

(۴)

لیکن مجھے ڈر ہے کہ یہ آوازۂ تجدید مشرق میں ہے تقلید فرنگی کا بہانہ ۔ اقبال

**فتنہ استشراق اور ڈاکٹر فضل الرحمان** منکر حدیث غلام احمد پرویز کے بعد ایک اور انگریزی برانڈ اور ماڈرن اسلام کا داعی ڈاکٹر فضل الرحمان جو کہ یہود و نصاریٰ کی درسگاہوں مثلاً" میکگل یونیورسٹی امریکہ میں پروان چڑھا اور پھلا بڑھا اور وہیں سے تربیت یافتہ ہو کر اور وہاں کےگندے اور گلے سڑے مادر پدر آزاد ماحول کے غلیظ اور مہلک ترین فکری جراثیم اور شیطانی اثر و وسائل کے ساتھ مسلح ہو کر مملکت پاکستان میں اپنی طاغوتی ابلیسی اور صلیبی کاروبار کو از سر نو شروع کرنے کے لیے اور اپنے اور اپنے پیشرو اکبر اعظم کے مکروہ اور اسلام دشمن اعزائم کی تکمیل کے لیے اس کے فکری جانشین نے اسلام کے وجود مسعود میں جدت اور ماڈرنزم کا انجکشن لگانے اور اس کو نقصان پہنچانے کے لیے بلکہ اس میں زہرہلاہل گھولنے کے لیے اس پی ایچ ڈی ڈاکٹر کو بھیجا تاکہ وہ اس طریقہ اور نام نہاد علمی انداز سے اس آفاقی اور عالم گیر دین کو کمزور اور ضعیف کر سکے اور پھر اس شخص نے ان مکروہ عزائم کی تکمیل کے لیے ایک ایسی جگہ کا انتخاب کیا جہاں سے وہ اسلام اور دین حنیف کے قلب و جگر پر بھرپور وار کر سکے اور اپنے مزعومہ خیالات و افکار کے مطابق اور پہلے سے طے شدہ اہم مسائل و موضوعات کا پوسٹ مارٹم کر سکے اور اپنی متعصبانہ تحقیق و ریسرچ کے زہر میں ڈوبے ہوئے تیروں کے ذریعہ شریعت مطہرہ کو نشانہ بنا سکے اور ادارہ تحقیقات اسلامیہ جیسے موقر مقام پر بصورت ایک عظیم محقق ومفکر اور نابغہ روز گار عالم کے براجمان ہوئے اور ستم ظریفی یہ کہ اس کو مکمل سرکاری سرپرستی حاصل رہی جس طرح کے اس کے پیشرو غلام احمد پرویز کو ایوبی چھتری میسر آئی تھی وہی سائبان ڈاکٹر صاحب کے حصہ میں بھی آیا دراصل صدر ایوب خان جو کہ ایک ڈکٹیٹر اور اقتدار کے نشہ میں سرشار و مستغرق تھا اس کو بھی اکبر اعظم کی طرح شریعت مطہرہ میں کمزوریاں نظر آنے لگیں اور اس کے ذہن پر اسلام کی دقیانوسیت اور اس کے جمود کا خبط سوار ہوا اس لیے اس نے

اس ادارے کے ذریعے اور سرکاری وسائل کے بل بوتے پر اسلام کے مسلمہ اصولوں پر تیشہ زنی شروع کی لیکن جس طرح اکبر اعظم (اکبر دی گریٹ) کے دین الہی کو اس وقت کے علماء حق اور مردان باصفا نے چیلنج کیا تھا خاص کر مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندیؒ نے اس کے خلاف بھرپور جہاد کیا اور اپنے مکتوبات میں اس کے خلاف اپنی آواز حق اقتدار کے ایوانوں تک پہنچائی تو بالکل اسی طرح جیسا کہ قانون فطرت ہے کہ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے تو علما حق اس فتنے کے خلاف میدان میں سینہ سپر ہوئے اور انہوں نے اکبر یعنی ایوب خان اور اس کے ابو الفضل اور فیضی یعنی پرویز اور ڈاکٹر فضل الرحمان (**کلا هما فی النار**) جیسے گرفتاران تہذیب حاضر کے گورکھ دھندوں اور مکروہ عزائم کو قوم کو نجات دلا دی. بقول اقبال

اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں　　نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے

الحمد اللہ ماہنامہ الحق نے اپنی جبلت اور طبعیت و عادت کے مطابق اس فتنہ کے خلاف بھرپور قلمی جہاد کیا اور ان ساقیانہ میخانہ مغرب نے جس الحاد و زندقہ کا تلخابہ اور شراب کہن نئی قدح اور نئی انداز میں مادیت کے نشہ میں ڈوبی ہوئی بیمار امت مسلمہ کے سامنے پیش کرنے کی جسارت اور جرت کی تھی علماء حق اور ماہنامہ الحق اور دیگر دینی رسائل اور جرائد کی موثر تحریرات و مضامین نے ان کی یہ شیطانی چالیں ناکام بنا دیں اور نتیجہ یہ نکلا کہ

ع　آں قدح بشکست و آں ساقی نہ ماند

دراصل ادارہ تحقیقات اسلامی کے قیام کی غرض و غایت یہ تھی کہ اس کی آڑ میں قرانی نصوص جوامع الکلم یعنی احادیث اور دوسرے شرعی اصطلاحات کو تختہ مشق بنا دیے جائیں اور اس کے لیے پھر انہوں نے نام کا مسلمان ڈاکٹر فضل الرحمان کا انتخاب کیا اور اس نے دین و شریعت کے بارے میں یوں ہرزہ سرائی کی کہ جامد اسلام فرسودہ اسلام اور روایتی اسلام جیسے الفاظ استعمال کرنے شروع کیے اس نے تو پہلے قران کو وحی ماننے سے انکا کیا اور ذخیرہ احادیث کے بارے میں بتایا کہ یہ قرون وسطی کی پیداوار ہیں اور خصوصا" اسلامی فقہ کو دست شل سے تعبیر کیا

ع　یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

اور یہی تو مسلمانوں کے لیے اپنے مذہب پر قائم رہنے کے لیے اہم ذرائع ہیں اور یہی بنیاد اور اساس ہے جب یہ بنیاد کمزور اور مشکوک اور فرسودہ ثابت کی گئی تو پھر ہمارے پاس کیا رہ جائیگا اور یہود و نصاریٰ اور دیگر اسلام دشمن افراد کا تو یہی مشن ہے کہ جب تک مسلمان اللہ رسول قران حدیث اور شریعت سے وابستہ رہیں گے ہم ان پر وار نہیں کر سکیں گے چنانچہ انہوں نے پہلے ان بنیادی عقائد کو ڈائنا میٹ کرنے کے واسطے میدان کو تیار کرنا چاہا اور اس کے لیے ان بد باطنوں اور خیرہ چشموں کا انتخاب کیا اس قسم کے

اداروں کے بارے میں والد صاحب مدظلہ کے اداریہ اور نقش آغاز کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

**اسلامی تحقیقات اور اسلامی فاؤنڈیشن :۔** ان لوگوں کو ہمارے ہاں کام کے آدمی اگر مل سکتے ہیں تو فضل الرحمان قسم کے لوگ اور قابل امداد معلوم ہوتے ہیں تو "اسلامی تحقیقات" قسم کے ادارے جنہیں اسمبلی کی ایک رپورٹ کے مطابق لاکھوں روپیہ یورپ کے ایک فاؤنڈیشن نے امداد کے طور پر دیا یہ فاؤنڈیشن امریکہ کے رسوائے زمانہ شعبہ جاسوسی سی آئی اے کے زیر نگرانی کام کر رہا ہے اسلامی ممالک میں تجدد اور لادینیت کی راہ ہموار کرنے اور وہاں کے مسلمانوں کے دینی تصلب کا اندازہ لگانے کے لیے مختلف وقفوں سے اس قسم کے کلوکیم اور کانفرنس منعقد کرائے جاتے ہیں جن کا ایک نمونہ ہمارے ہاں چند سال قبل لاہور کے اسلامی اور پچھلے سال راولپنڈی کی اسلامی کانفرنس کی شکل میں سامنے آ چکا ہے ایسی کانفرنسوں کے غور و فکر کا محور صرف ایک ہی رخ ہوتا ہے اگر کانفرنس کی عام فضا ان کے لادینی عزائم سے ہم آہنگ ہو جائے تو اس کے مباحثات اور مذاکرات کو خوب اچھالا جاتا ہے اور اگر دو چار متصلب پختہ علم اور راسخ العقیدہ علماء حق کی وجہ سے منتظمین اپنی اغراض خبیثہ میں شکست کھا جائیں تو ایسی مجالس کے تمام زیر بحث امور اور فیصلوں کو پردہ خفاء اور گوشہ گمنامی میں ڈال دیا جاتا ہے راولپنڈی کی اسلامی کانفرنس اس کی واضح مثال ہے جس کی اسٹینڈنگ کمیٹیوں کی اصل حقیقت اور اس کے محرکات تو تب ظاہر ہوں گے جب کہ اس کے فیصلوں اور بحث و مباحثہ کے پس منظر میں اس میں شرکت کرنے والوں کی علمی اور دینی حیثیت سامنے آ جائے ملائیشیاء کی موجودہ سیاسی حیثیت پھر پچھلے دنوں بعض سیاسی امور کے بارے میں اس کی پارلیمنٹ اور عدالتوں کے غیر اسلامی انداز فکر اور عالمی پیمانہ پر زیر بحث مسائل پر ایک ہی انداز میں غور و فکر کی بنا پر ہمیں خدشہ ہے کہ کہیں یہ کانفرنس بھی اسلام کو لادینی مغرب کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرانے کی سعی نہ ہو یہ الگ بات ہے کہ اس قسم کی ہر سعی بالآخر لاحاصل ہی ثابت ہو گی کہ اس قسم کی کانفرنسیں خواہ کتنی بھی "عظیم اور لامثال" کیوں نہ ہوں اسلام کی ابدیت اور قطعیت پر ہرگز ہرگز اثر انداز نہیں ہو سکتیں بلکہ اسلام کے حفاظت کے لیے خداوند کریم کی غیبی امداد کی بنا پر ایک گونہ اطمینان ہے کہ مصر کے مجمع البحوث اور راولپنڈی کی اسلامی کانفرنس بھی متجددین اور ملحدین کی شکست اور اسلام کی سچائی اور ابدی کے اعلان کا ذریعہ بن جائیگی کہ جس ذات نے اسلام کی حفاظت کا بیڑہ اٹھایا ہے وہ ہر دور میں "فتنہ اور شر" کے ایسے ہی مواقع سے "خیر" کا پہلو ظاہر کراتا چلا آ رہا ہے (اسلام اور عصر حاضر ص ۱۵۵،۵۴)

دراصل ان دریوزہ گران مغرب نے اسلام کے جنس گرانمایہ اور اس دین حنیف کو جدت لادینیت اور اپنی خواہشات نفسی اور مغرب کے طرز فکر کے بنائے ہوئے سانچوں میں ڈھالنے کی مذموم کوششیں کرنا

شروع کیں

؎ اغیار کے افکار و تخیل کی گدائی — کیا تجھ کو نہیں اپنی خودی تک بھی رسائی

اور ستم یہ کہ اس پر انہوں نے وسعت نظر روشن خیالی ور پروگریسو ترقی پسند لچک اور اصطلاح مذہب کے خوشنما اور پر فریب لیبل چسپاں کیے بقول حضرت جگر مراد آبادی

؎ آج کل میخانے میں تقسیم ہوتے ہیں جگر — زہر کے ساغر شراب زندگی کے نام سے

تاکہ اس کے ذریعہ اسلام کی اصل روح اور اس کی اصل صورت کو ہم مسخ کر سکیں اور اسلام کا بھی وہی حال کر لیں جو کہ ان کے اپنے مذہب عیسائیت کا حشر ہوا کہ انہوں نے اس کو بازیچہ اطفال سمجھ کر اس کو اپنی تحقیقات اور موشگافیوں کا تختہ مشق بنا دیا اور دنیا کو اب اس بارے میں صحیح علم نہیں کہ اصل عیسائیت کیا ہے پروٹسٹنٹ حق پر ہیں یا رومن کیتھولک یا پھر انہوں نے اسلام کو بھی اسی طرح کی کی صورت حال سے دوچار کرنا چاہا جیسا کہ ہندو دھرم کہ ہر نئی سے نئی چیز اور ہر مسئلہ جدیدہ اور بدعت ضالہ و گمراہی جو بھی کہیں نظر آئے اور کسی تہذیب و تمدن یا ثقافت میں ہو اس کو اپنے اندر اپنی وسعت کی بنا پر جذب کر لے لیکن **بمصداق ذالک الدین القیم** اور بمصداق **الیوم اکملت لکم دینکم (الآیہ)** اسلام کسی تہذیب و ثقافت اور کسی دوسرے مذہب کی پیوند کاری کا محتاج نہیں یہی وجہ ہے کہ یہ خدا کی آخری شریعت ہے اور تاقیامت رہے گی جس طرح حضورؐ **خاتم النبیین** ہیں قران آخری کتاب اور ہم آخری امت ہیں خیر الامم ہیں اسی طرح یہ دین و شریعت بھی خدا کا آخری پیغام ہے

؎ آیات بینات کی تنزیل ہو چکی — دنیا میں بند آمد جبریل ہو چکی

تو آپ آئیں کہ معزز قارئین کرام کے سامنے ان کی حقیقت کی نقاب کشائی کریں اور ان کے باطل نظریات کو پیش کریں (بحوالہ اسلام اور عصر حاضر)

## ڈاکٹر فضل الرحمان کے بعض ملحدانہ خیالات

قران کریم کے احکام ابدی نہیں بلکہ اس کے علل اور مقاصد ابدی ہیں (یعنی نماز' روزہ' زکواۃ بجائے خود لازمی نہیں بلکہ ان کے مقاصد ابدی ہیں خواہ وہ جس شکل میں بھی ظاہر ہوں) اب تک اس تحقیق کی دو مثالیں بھی سامنے آچکی ہیں آگے نماز روزہ حج میں بھی اسی اصول سے ترمیم و تبدیل کی راہ کھلی ہے

(الف) زکواۃ عبادت نہیں ٹیکس ہے اور اگر مروجہ نصاب سے مقصد حاصل نہ ہو سکے تو حکومت اس میں کمی و بیشی کر سکتی ہے۔ (ب) اسلام کے ابتدائی زمانہ میں دو عورتوں کی شہادت ایک مرد کے برابر تھی

اس وقت عورتیں تعلیم یافتہ اور ایک عورت کی شہادت بھی مرد کے برابر ہے

(۲) شریعت اسلامیہ غیر متبدل ہمہ گیر اور ابدی نہیں.

(۳) وہی وحی مقبول ہے جو عقل و بصیرت کے معیار پر پوری اترے.

(۴) وحی الٰہی اور رسولؐ دونوں حالات اور زمانہ سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکے

(۵) قران کریم کے فیصلے اور حضورؐ کی احادیث قطعی قوانین نہیں زیادہ سے زیادہ ایک اسوہ نمونہ اور مثال ہیں

(۶) قران و سنت کے اکثر احکام خاص حالات سے وابستہ تھے اور وقتی اور ہنگامی حیثیت رکھتے ہیں

(۷) اجتہاد کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے اور قرانی احکام بھی اجتہاد کے زیر اثر ہیں جن میں تغیر و تبدل کیا جا سکتا ہے

(۸) وحی ایک واردات قلبی اور نبیؐ کے شعور کی آواز ہے

(۹) جبرائیل کا کوئی خارجی وجود نہ تھا یہ سب خیالات دوسری تیسری صدی کی پیداوار ہیں

(۱۰) حضورؐ کی حیثیت صرف ایک اخلاقی مصلح کی تھی

(۱۱) پیغمبر ایک عرب قوم کی تشکیل میں مصروف رہے اور قوانین بنانے کی لیے انہیں فرصت نہ مل سکی

(۱۲) معراج ایک افسانہ ہے جو زمانہ مابعد میں تراشا اور عقیدہ رفع مسیح سے مستعار لیا گیا

(۱۳) قرانی قصص محض بے بنیاد کہانیاں ہیں

(۱۴) حدیث کا بیشتر ذخیرہ خود ساختہ اور موضوعی ہے

(۱۵) اسلامی قانون میں حدیث کو حجت نہیں بنایا جا سکتا

(۱۶) حضورؐ نے پنجگانہ نمازوں اور ان کے احکام کی کوئی واضح تعلیم نہیں دی پنجوقتہ نماز حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ تک رائج نہ تھی اور بعد کی اختراع ہے

(۱۷) سنت نبویؐ کا اکثر حصہ قبل از اسلام کی رسومات پر مشتمل ہے اور فقہا نے روم، ایران اور یہود کی روایات لے کر سنت میں داخل کر دی ہیں (ڈاکٹر صاحب کے نزدیک سنت ان تمام فقہی قوانین سے عبارت ہے جو ان کے زعم میں مذکورہ اقوام اور ان کے قوانین سے مستعار ہیں)

(۱۸) عہد جاہلیت میں جو سود رائج تھا وہ حرام ہے مطلق سود حرام نہیں

(۱۹) صرف انگور سے تیار کی گئی شراب حرام ہے اس کے علاوہ بیئر وغیرہ تمام اقسام حلال ہیں

(۲۰) نزول عیسیٰ کا عقیدہ عیسائیوں سے مستعار ہے

(۲۱) یہی حال شفاعت اور خروج مہدی کے عقیدے کا ہے

(۲۲) اسلام کا خلاء مغرب کی رہنمائی ہی سے پر ہو سکتا ہے

قارئین کرام! فاضل ڈاکٹر صاحب کے "فاضلانہ" خیالات اور افکار و نظریات کی ایک جھلک تو آپ نے ملاحظہ فرمائی اس طرح سے باقی پہلے سے طے شدہ اور متفقہ اہم مسائل و اہم موضوعات پر بھی ڈاکٹر صاحب نے تیشہ زنی کی ہے مثلاً" سود اور قمار کا جواز خمرو میسر کی حلت برتھ کنٹرول کو مستحسن اور زکواۃ کو ٹیکس سمجھنا اور نصوص و شریعت کی بجائے صرف علل کو ابدی قرار دینا قربانی کی بجائے قیمت ادا کرنا اور بغیر تسمیہ اور جھٹکے سے ذبیحہ کو جائز سمجھنا بقول اقبال

ع خود بدلتے نہیں قران بدل دیتے ہیں

اسی طرح اس نے مسئلہ تعدد ازواج پر بھی اپنے پیشرووں مستشرقین کی طرح نکتہ چینی اور ہرزہ سرائی کی ہے لیکن عجیب منطق ہی کہ خود تو دانایان فرنگ اور نئی تہذیب کے ائمہ تلبیس نے اپنے لیے اس مسئلہ میں کوئی بھی حد اور کوئی بھی ضابطہ یا قانون اور کوئی بھی اخلاقی ذمہ داری قبول کرنے پر تیار نہیں اور مسلمانوں کے منصوصہ اور قطعی مسلمہ مسئلے پر اعتراض کیا جاتا ہے جس کے باری میں ارشاد ربانی ہے

فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی و ثلث و رباع

لیکن اس مسئلہ پر اگر ان کور چشموں اور بد باطنوں نے نظر عمیق سے کام لیا ہوتا تو ان کو خود مغرب کے ایک بہت بڑے مفکر شاعر اور فلسفی بلکہ فرانس کے انقلاب کے بانی یعنی والٹر جس کے باری میں فرانس کا آخری لوئی شہنشاہ یہ کہتا ہے کہ انقلاب فرانس کچھ بھی نہیں سوائے والٹر اور روسو کے اور اس کی مشہور کتاب فلاسیفکل ڈکشنری سے ایک اقتباس اس مسئلہ پر یہاں نقل کرنا ضروری سمجھتا ہوں والٹر کہتا ہے "میں ایک بار پھر آپ جاہلوں کو بتا دیتا ہوں کہ یہ آپ کی جہالت ہے جس کی وجہ سے آپ محمدؐ کے مذہب کو شہوانی سمجھتے چلے آ رہے ہیں اس میں ایک لفظ کی بھی سچائی نہیں ہے اس بات پر بھی کتنی ہی دوسری سچائیوں کیطرح آپ کو دھوکہ دیا گیا ہے تمہارے راہب پادری اور مذہبی رہنما کیا انسانوں پر یہ قانون لاگو کر سکتے ہیں کہ صبح سے شام تک کچھ کھانا ہے نہ پینا ہے بلکہ روزہ رکھنا ہے کیا شراب ممنوع قرار دی جا سکتی ہے؟ اگر تم اٹھارہ اٹھارہ عورتوں کی محبت سے لطف اٹھا رہے ہوتے اور حکم دیا جاتا کہ صرف چار بیویاں رکھی جا سکتی ہیں تو کیا تم یہ حکم مان لیتے کیا تم ایسے مذہب کو شہوانی کہہ سکتے ہو؟"

والٹر کی طرح دیگر مستشرقین اور مغربی مفکرین نے بھی یہ حقیقت تسلیم کی ہے اصل میں ڈاکٹر صاحب کے ان فاسد نظریات و افکار اور کاسد خیالات و اوہام کا تانا بانا اور اس تحریک کا صیہونی مستشرقین کی تحقیقات سے تیار تھا۔

انہی کے مطلب کی کہہ رہا ہوں زبان میری ہے بات ان کی

انہی کی محفل سجا رہا ہوں چراغ میرا ہے رات ان کی

یہی وجہ ہے کہ جب ڈاکٹر فضل الرحمان نے اسلام کے متعلق رسوائے زمانہ کتاب "اسلام" لکھی تو اس کے "عظیم الشان کارنامے" پر اس کو اپنے ابلیسی اساتذہ یہودی اور عیسائی پروفیسروں نے بھرپور داد دی اور آخر کیوں نہ دیتے انہی کے دستر خواں کا زلہ ربا ہی رہا تھا اور اپنے اس وفادار شاگرد کو انہیں جو شاباش پیش کی تھی اس پر الحق کے نقش آغاز میں سیر حاصل تبصرہ آیا ہے چنانچہ اسی کا ایک اقتباس ایڈیٹر الحق کے شعلہ بار قلم سے ملاحظہ ہو عنوان ہے "شاگرد کو استادوں کی شاباش"

"ایک ثقہ معاصر راوی ہے کہ برطانیہ کے شہرہ آفاق علمی و استشراقی ششماہی مجلّہ بلیٹن آف دی سکول آف اورینٹل افریکن اسٹڈیز کے ج ۲۹ (۱۹۹۶ء حصہ دوم) کے صفحہ ۹۵۔۳۹۴ پر ادارہ تحقیقات اسلامیہ پاکستان کے ڈائریکٹر ڈاکٹر فضل الرحمان کی انگریزی کتاب (Islamic Methodology in History) پر ایک تبصرہ شائع ہوا ہے اور یہ تبصرہ کولمبیا یونیورسٹی کے نامور پروفیسر شافٹ کے قلم سے ہے کتاب میں اجتہاد و سنت اور اجماع ایسے مسائل کو زیر بحث لایا گیا ہے اور یہی مسائل ہیں جن پر ہمارا استشراق زدہ محققین اپنی ساری عمارت اٹھانا چاہتے ہیں ڈاکٹر صاحب نے اس کتاب میں شریعت اسلامی کے ماخذ ارتقائی تاریخ بیان کرتے ہوئے کوشش کی ہے کہ قدیم اسلام کی مطابقت جدید حالات سے پیدا کی جائے اور قدیم اور راسخ العقیدہ طبقہ سے اپنی جدید تحقیقات کسی حد تک تو تسلیم کرائے جائیں یہاں ہمیں ان مسائل و نظریات سے بحث نہیں' اس کا کچھ نہ کچھ ذکر الحق کے صفحات پر آتا رہتا ہے قابل توجہ و قابل تحسین و آفرین ہے جو کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے ایک غیر مسلم ایک متعصب اور غالباً" یہودی پروگریسر نے مولف کتاب کی بارگاہ میں پیش کی ہے اسلام کے مایہ ناز متدین محقق علما محدث داعی اور خدا ترس راسخ العقیدہ مسلمان چیخیں چلائیں ڈاکٹر صاحب اور ان کے حوارین کو اس سے کیا؟ کہ یہ تو راسخ العقیدہ گروہ اور حالات سے آنکھیں بند کرنے والوں کا ایک انبوہ ہے ڈاکٹر صاحب کے لیے تو یہی خوشی کافی ہے کہ ان کی داد و ستائش کے چرچے میکگل یونیورسٹی اور کولمبیا کے پروفیسروں میں ہو رہے ہیں وہ پروفیسر جو بقول ڈاکٹر صاحب سائنٹیفک طریقہ تحقیق اور جدید تجزیاتی و تنقیدی انداز وفکر میں ان کے امام ہیں جس کے بغیر تعمیری اسلام تحقیق کا کام ہو ہی نہیں سکتا پروفیسر شافٹ کی اس مدح سرائی کا حال سن کر قران کریم اس آیت پر ہمارا ایمان اور بھی مضبوط ہو گیا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

**ولن ترضی عنک الیھود ولاالنصاری حتی تتبع ملتھم**○ اور یہ یہود اور نصاریٰ آپ سے ہرگز ہرگز راضی نہ ہوں گے جب تک کہ آپ پوری طرح ان کی ملت کے پیرو نہ بن جائیں

(اسلام اور عصر حاضر ۱۷۷)

ماہنامہ الحق اور اسی طرح دیگر معاصر مجلات کی اسی موثر تنقید اور تعاقب نے بالاخر ڈاکٹر فضل الرحمان
استعفاء اور فرار پر مجبور کیا اور یوں اسلامیان پاکستان نے سکون کا سانس لیا الحق کے جن پرچوں میں ڈ
فضل الرحمان کے خیالات کے اقتباسات پیش کیے گئے تھے اس کا خاطر خواہ اثر ہوا اور بالخصوص م
مشرق پاکستان میں اس کا رد عمل اور شدید ہوا انہوں نے اس کے بنگلہ زبان میں تراجم شائع کیے اور لاکھ
کی تعداد میں تقسیم کیے جب ڈاکٹر صاحب عوامی دباؤ کی وجہ سے بوریا بستر سمیٹنے پر مجبور ہوا تو ایڈیٹر الحق
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الحق کے نام ملک کے کونے کونے سے مبارک باد کے کئی خطوط موصول ہو
بطور نمونہ مشہور داعی مفکر اسلام مولانا سید ابو الحسن علی ندوی مدظلہ کا خط جو کہ انہوں نے مولانا سمیع ا
مدیر الحق کے نام ارسال فرمایا تھا بطور نمونہ پیش خدمت ہے

محب گرامی قدر زید لطفہ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ ! امید ہے کہ آپ سب بفضلہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہوں گے میں ایک
سے کل ۲۷ ستمبر کو جب رائے بریلی سے واپس ہوا تو ڈاک میں والد ماجد مولانا عبد الحق صاحب مدظلہ
تعزیتی گرامی نامہ پھر آپ کا مسرت نامہ ملا پہلے خط سے عزت دوسرے سے مسرت حاصل ہوئی اللہ تع
آپ کے خاندان سے دین و ملت کی وہ خدمت لے جس کی کم سے کم اس ملک میں سخت ترین ضرورت
اور جہاں عرصہ سے یہ صدا آ رہی ہے

کون ہوتا ہے حریف مرد افگن عشق ہے مکرر لب ساقی پر صدا میرے بعد

یوں تو غیب کا علم تو اللہ کو ہے لیکن رسالہ الحق دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ حضرات نے مرض
صحیح تشخیص کی ہے ڈاکٹر فضل الرحمان کے استعفے کی خبر جب پہلی مرتبہ ملی تو بے اختیار زبان سے نکلا
عرصہ کے بعد ایک اچھی خبر سننے میں آئی اس وقت یہی خیال ہوا کہ اس میں آپ حضرات کی جدوجہد بنیاد
حیثیت رکھتی ہو گی دلی مبارک بار قبول فرمائیے (الحق ج ۴ ص ۱۷۹)

بدقسمتی سے ہمارے ہاں کے ان ناپختہ ذہن افراد اور تہذیب یورپ کے گرفتاروں اور خرمن مغرب کے
خوشہ چینوں نے مغرب کے مفکرین اور نام نہاد محققین و مستشرقین کو عقل کل اور ان کی تحقیقات کو حرف
آخر سمجھا ہے ع مستند ہے انکا فرمایا ہوا
حالانکہ اگر یہ کوتاہ نظر نظر عمیق سے کام لیں تو یہ حقیقت ان پر منکشف ہو جائیگی کہ ان مستشرقین او
یورپ کے ان مایہ ناز مفکرین نے مسلم فلاسفہ اور علماء سے ہی استفادہ کیا ہے دانتے جیسے عظیم شاعر او

دیب اور مفکر نے بھی شیخ اکبر ابن عربی سے پوری طرح متاثر ہے اور اس طرح کی زندہ جاوید مثال شہرہ آفاق کتاب ڈیوائن آف کامیڈی ہے اور اسی طرح ابن سینا ابن خلدون البیرونی امام غزالی امام رازی اور بالخصوص ابن رشد وغیرہ سے انہوں نے بہت استفادہ کیا ہے اسی طرح مشہور شاعر مغرب اور عظیم ادیب گوئٹے بھی حافظ شیرازی کا بڑا مداح ہے اور اس نے اپنے دیوان میں بھی حافظ کی مدح بیان کی ہے اور پھر اپنے کلام میں بھی بہت کچھ دیوان حافظ سے مستعار لیا ہے مختصرا یہ کہ مذکورہ بالا حضرات یورپ کے علم و ادب کے وہ روشن ستارے ہیں جنہوں نے ہمارے مسلمان علماء فضلاء اور فلاسفہ سے ہی کسب فیض کیا ہے اور یہاں پر ہمارے ہاں ڈاکٹر فضل الرحمان اور جدت پسند طبقہ ان کو اپنے علم و آگہی اور اپنی تحقیقات کا قبلہ و کعبہ سمجھتے ہیں

**اولئک کالانعام بل هم اضل و اولئک هم الغافلون**

اور

ع یہ کافری تو نہیں کافری سے کم بھی نہیں

رہا یورپ کے مستشرقین اور ان کی "علم دوستی" اسلام کے متعلق "تحقیقات" احادیث مبارکہ اور اسلامی علوم و فنون اور عالم اسلام کی تاریخ مرتب کرنا اور "علمی موشگافیاں" کرنا تو ان متعصبین مستشرقین کا اس کوچے سے کیا رسم و راہ؟ کیونکہ بقول اقبال

ع یورپ کے کرگسوں کو نہیں ہے ابھی خبر

**واللہ یقول الحق و هو یهدی السبیل**

جاری ہے

---

**صحبتے با اہل حق** شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق قدس سرہ العزیز کے ان ارشادات و ملفوظات کا مجموعہ جو کہ عصر حاضر کے ذوق و مزاج کے مطابق زندگی کی اصلاح کا پیغام، ایمان و یقین کی احسانی کیفیات پیدا کرنے کا وافر سامان اور حکایات و تمثیلات کے پیرائے میں تصوفِ اسلامی کا عصر اور علوم و معارف کا لب لباب آگیا ہے۔

ضبط و ترتیب: مولانا عبدالقیوم حقانی ، صفحات قیمت ۱۲۰ روپے

ادارۃ العلم و التحقیق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ سرحد ۴۰۰ء